میں جنت اور دوزخ اور صراط اور میزان کو الگ الگ عقائد کی حیثیت سے بیان کیا گیا ہے مگر درحقیقت یہ سب ایمان بالآخرہ کے اجزا ہیں۔"

مجھے یہ معلوم کر کے افسوس ہوا کہ مالابار میں بعض علماء نے میری ان عبارتوں کو غلط معنی پہنا کر خواہ مخواہ یہ مشہور کرنا شروع کر دیا ہے کہ میں قدر کا منکر ہوں۔ حالانکہ اگر وہ اسی کتاب کے اسی باب میں وہ بحث پڑھ لیتے جو "انسان کی زندگی پر عقیدۂ توحید کا اثر" کے زیرِ عنوان کی گئی ہے تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ میں تقدیر کی بھلائی اور برائی کو اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے مانتا ہوں۔ یہ بات بڑی افسوسناک ہے کہ لوگ تحقیق کے بغیر دوسروں کی طرف غلط عقیدے منسوب کرتے اور زبردستی ان کو گمراہ ٹھیرانے کی کوشش کرتے ہیں، اور ذرا نہیں ڈرتے کہ اس طرح کے بہتان لگانے پر وہ اللہ کے ہاں ماخوذ ہوں گے۔

(۲) آیت وقال اللہ انی معکم کی تفسیر میں معیت کو میں نے نصرت کے معنی میں لیا ہے اور اس بنا پر یہ سمجھا ہے کہ اس نصرت کے لیے اقامتِ صلوٰۃ و ایتائے زکوٰۃ وغیرہ بطور شرط کے ارشاد ہوئے ہیں۔ لیکن اگر انی معکم کے معنی یہ لیے جائیں کہ انی معکم بالعلم والقدرۃ فاسمع کلامکم واریٰ افعالکم واعلم ضمائرکم واقدر علی ایصال الجزاء الیکم (یعنی میں اپنے علم و قدرت کے اعتبار سے تمہارے ساتھ ہوں اور تمہاری گفتگو میں سنتا ہوں، تمہارے اعمال کو دیکھتا ہوں، تمہاری نیتوں کو جانتا ہوں اور تم کو جزا و سزا دینے پر پوری طرح قادر ہوں) تو اس صورت میں بلاشبہ یہ فقرہ بجائے خود ایک مکمل فقرہ ہو گا اور اس کے بعد لئن اقمتم کو اس سے جدا ایک الگ فقرہ قرار دینا درست ہو گا۔ اس معاملہ میں چونکہ دو تفسیروں کی گنجائش ہے اس لیے انی معکم کے بعد وقف جائز ہے مگر لازم نہیں اور وصل ممنوع نہیں!

جو لوگ میری اس تفسیر کو "تفسیر بالرائے" کہتے ہیں ان کو تفسیر بالرائے کے معنی معلوم نہیں۔ تفسیر بالرائے کے معنی پچھلے مفسرین سے اختلاف کرنے کے نہیں ہیں، بلکہ ایسی تفسیر کرنے کے ہیں جو قرآن یا حدیثِ صحیح کے خلاف پڑتی ہو، یا جو قواعدِ لغت کے خلاف ہو۔